

# رسائل وسائل

## ایک شوہر کی سوچ

سوال: میں شادی شدہ ہوں اور تین بچوں کی ماں ہوں۔ دینی لحاظ سے یہ جانتا چاہتی ہوں کہ اسلام نے ہمیں کس طرح کے رہن سہن کی تاکید کی ہے؟ ہر انسان اپنی سہولت کے مطابق دین کی بات کرتا ہے۔ میرے میاں کے بقول: ”اسلام میں یہ مناسب نہیں کہ ہمارا بیڈروم ایک ہو۔ مجھے بیٹیوں کے ساتھ اور انھیں بیٹی کے بیڈروم میں سونا چاہیے۔“ میں سمجھتی ہوں کہ یہ مناسب بات نہیں ہے، جب کہ ہمارے پچھے بھی بڑے ہو چکے ہوں۔ سوال یہ ہے کہ ایک عورت جو سارا دن بچوں کے ساتھ گزارتی ہے، گھر کا کام کا ج کرتی ہے، شوہر کے ماں باپ کی خدمت کرتی اور مہمان داری کرتی ہے، اور خاوند جو کہ عموماً چار پانچ بجے گھر آئے، پھر روز ہی کہیں اپنے کام سے یادوستوں کے پاس چلا جائے اور رات گئے تک ٹی وی دیکھئے اور سوچائے، تو کیا اُس عورت کو اپنے دکھ نکھ کہنے کے لیے اس بندے کی کوئی ضرورت نہیں؟

سیرت پاک<sup>۱</sup> کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک<sup>۲</sup> کی ازدواجی زندگی کتنی متوازن اور مثالی تھی۔ میں یہ جانتا چاہتی ہوں کہ نبی پاک<sup>۳</sup> کی ازدواج مطہرات خاص طور پر حضرت عائشہؓ کے بارے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے کیا وہ صرف پڑھنے کے لیے ہے یا کہ عمل کرنے کے لیے بھی ہے؟ مجھے اپنے خاوند کے اس رویے پر بہت دکھ ہوتا ہے۔ اگر میرے خاوند کی بات ٹھیک ہے تو وضاحت کر دیں تاکہ میں اس اذیت و کیفیت پر صابرہ و شاکرہ بن کر رہوں۔

جواب: قرآن و سنت کے ہر اس طالب علم کے لیے جو اس کا مطالعہ اور اس پر غور و فکر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، قرآن کریم کے ظاہر مفہوم اور اس کے سیاق و سبق سے واقف ہو، اور سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں آپؐ کے عمل، قول اور تصریر کی مدد سے صحیح مقصود و مطلوب حکم تک پہنچ سکتا ہو، دین کے معاملات کو سمجھنا ہرگز مشکل نہیں رہتا۔ دین کو ایک مسلمان کے لیے آسان بنادیا گیا ہے۔ اس لیے من مانی تاویلات کرنے یا اسی سنائی باقوی کی بنیاد پر اسلام کے نام پر اپنی ذاتی سہولت کی بنا پر کسی کام پر اصرار کی منجاشیں نہیں چھوڑی گئی۔ معاشرتی معاملات میں خصوصاً قرآن و سنت کے احکام غیر معمولی طور پر واضح اور غیر معمم ہیں۔

حدیث صحیح میں یہ بات فرمائی گئی ہے کہ جب بچے بلوغ کے قریب پہنچیں تو ان کے بستر الگ کر دیے جائیں۔ وجہ ظاہر ہے حقیقی خونی رشتوں کے احترام کے باوجود حالات نیند میں ایک بستر میں سونے کے سبب غیر ارادی طور پر کسی غلطی کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔ اس لیے برائی کے ذریعے کا سدباب کرنے کے لیے واضح حکم دے دیا گیا۔ قرآن کریم کا واضح حکم ہے کہ جس کمرے میں شوہر اور بیوی استراحت کر رہے ہوں اس میں تمیں اوقات میں داخل ہونے سے قبل اجازت لی جائے۔ یہ اجازت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ قرآن نے خود اس کا جواب دیا ہے اور یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ہم اپنی آیات کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ کوئی مومن اور مومنہ اپنے ذاتی تصویر تقویٰ کی بنیاد پر اپنے اوپر کوئی ناجائز پابندی نہ لگائے۔

قرآن کریم نے شوہر اور بیوی کے رشتے کو لباس سے تبیر کیا ہے، مودت و رحمت اور قربت سے تبیر کیا ہے۔ اس پس منظر میں اپنی من مانی تعبیرات کے ذریعے اپنے اوپر مشقت اور بیوی پر ظلم نہ اسلام کا مقصود ہے اور نہ عقل کا تقاضا۔ اگر کوئی شوہر بغیر کسی نفس شرعی کے محض کسی واعظ کے بیان کی بنا پر کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے تو یہ اسلام کے نظام معاشرت کی روح کے منافی ہے۔

دین کے معاملات میں یہ سمجھنا کہ جو بات شوہر کے دماغ میں آجائے وہ تو دین ہے اور جو حق بیوی کے پاس ہو وہ قابل توجہ نہیں، دین سے بغاوت پر مبنی رویہ ہے۔ ہر مسلمان کو ایسے ظلم سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ شوہر اور بیوی کا ایک ساتھ رہنا، سونا اور استراحت کرنا دین کے تقاضوں

میں سے ہے اور یہ ایک دوسرے پر وہ حق ہے جسے لباس کی جامع اصطلاح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیا شوہر اور بیوی کا سماجی اور عائی سطح پر تعلق محض چند لمحات تک محدود ہے اور اس کے بعد وہ اچھوتوں کی طرح ایک دوسرے سے ذور الگ الگ رہیں؟ کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک موقع پر بھی یہ پسند فرمایا کہ "أَهْبَاطَ الْمُؤْمِنِينَ" کو ایک جگہ قید کرو دیں اور خود ان سے الگ تحملگ ایک جھرے میں قیام فرمائیں؟ آخر ہمارے عمل کی بنیاد کیا ہوگی، اپنی من مانی تعبیرات یا قرآن و سنت کے واضح احکامات کی روشنی میں پندرہ سوال کا امت کا عمل؟

ایک بیوی کو شوہر پر وہی حق ہے جو شوہر کو بیوی پر ہے۔ یہ کسی فرد کا نہیں قرآن کریم کا حکم اور قیامت تک کے لیے فیصلہ ہے۔ ہمیں اس فیصلے کو مانتا ہوگا، چاہے اس سے ہمارے نفس کو تکلیف پہنچے، آنا کو نہیں لگے اور علیمت کو صدمہ پہنچے۔ دین نصحت کا نام ہے، یعنی حق کی بات کو بھلانی کے جذبے کے ساتھ ایک دوسرے تک پہنچانا۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ بیوی اور بیٹی کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں علم بھی حاصل کریں اور انہیں کما حقدادا بھی کریں۔

ایک شخص اگر روزی کمانے کے لیے آٹھ، دس گھنٹے صرف کرتا ہے اور اُنہی وی کے سامنے چار گھنٹے بیٹھتا ہے اور دعوت دین کے کام کے لیے ہفتے میں ایک یا دو دن، چند گھنٹوں کے لیے کسی اجتماع میں یا کسی ذمہ داری کی ادائیگی میں مصروف ہوتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بظاہر تھک ہار کر رات کو ۱۰، ۱۱ بجے گھر آئے اور علیحدہ کمرے میں سو جائے۔ اس کا ایسا کرنا گھر یا زندگی کے جلد پہلوؤں کو نظر انداز کرنے اور متعلقین کے حقوق کی پامالی کے متراوٹ ہے۔ یہ بیوی کا شوہر پر حق ہے کہ وہ اس کے جذبات کا خیال رکھے، خُس سلوک سے پیش آئے، اور جہاں تک ممکن ہو سہولت پہنچائے۔ اسلام کی واضح تعلیمات کی موجودگی میں، دین کے نام پر ان ہدایات سے اخراج نہ تقویٰ ہے نہ اسلامی معاشرت اور خاندانی نظام کی پیروی۔ لہذا ماضی میں جوزیادتی کسی شوہر نے بیوی کے ساتھ کی ہواں پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور بیوی کے ساتھ صحیح رویہ اپنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کے مدعایا اور مقصد کو سمجھنے اور اپنی ذاتی رائے کے مقابلے میں دینی تعلیمات پر اعتماد کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین! واللہ اعلم بالصواب  
(ڈاکٹر اتنیس احمد)